نمبر ۹۹ | مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۲۴ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب مونگھیر سے واپس آگئے ہیں۔ وہاں کے مباحثہ کی مفصل روئداد اسی اخبار میں درج ہے۔

موضع بھینی کے احمدی احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور دوسرے بہت سے احمدی اصحاب کی دعوت کی۔

خوشی کی بات ہے کہ معاصر نور باقاعدہ شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ بعض احباب نے قابل تعریف طور پر اس کی امداد میں حصہ لیا ہے دیگر اصحاب بھی توجہ فرمادیں،

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمات دین میں مشغولیت

یوں تو حضرت خلیفۃ المسیح ابتدا ءِ خلافت سے اپنے قابل اتباع نمونہ کے ساتھ ہمیں یہ سبق دیتے آئے ہیں کہ خدمات دین میں کیونکر سرگرم حصہ لینا چاہیئے۔ لیکن گذشتہ عشرہ میں آپ نے جس طریق پر کام کر کے دکھایا ہے۔ وہ ہمیں بیدار کرنے کے لئے کافی ہے۔ حضور ایک مضمون لکھ رہے تھے۔ بلا کسی مبالغہ کے صبح نماز فجر سے لے کر دو دو بجے رات تک اس گرمی کے موسم میں برابر اسی کام میں لگے رہتے۔ حالانکہ پنکھے کا انتظام تک باقاعدہ نہ تھا۔ پھر اسی میں روزانہ ڈاک اور دیگر ضروری کاغذات بھی باوجود احتیاط و روک کے پیش ہو جاتے روزانہ ڈاک کی افزائش کا یہ حال ہے کہ ایک افسر کے علاوہ تین مستقل آدمی ہیں۔ اور چار پانچ عارضی طور پر معاون لگائے جاتے ہیں۔ مگر صیغہ مکاتبات کا کام ان سے سنبھالا نہیں جاتا۔ لیکن حضور ایک ایک چٹھی کو اس غور سے پڑھتے ہیں کہ اس کے ایک ایک لفظ سے واقف ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب کبھی مسجد مبارک میں پرائیویٹ سکرٹری صاحب ڈاک جواب کے لئے پیش کرتے ہیں۔ تو حاضرین کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کیونکر صرف نام لیتے ہی حضور مکمل جواب لکھا دیتے ہیں۔ اور اگر خط کا مضمون پیش کرنے میں کوئی ذرا سی فروگذاشت ہوتی ہے۔ تو اس پر انتباہ فرماتے ہیں پھر اہم امور خلافت کے سرانجام کے علاوہ ایک نہایت لطیف اور جامع کتاب اصول احمدیت پر صرف چند روز میں تصنیف فرمانا صرف آپ ہی کا کام تھا۔ آخری روز آپ اڑھائی بجے رات تک لکھتے رہے۔ اس کے بعد نماز فجر پڑھائی۔ اور سوا پانچ بجے سے لے کر ۱۲ بجے تک پونے سات گھنٹے یہ تمام

مضمون بآواز بلند مسلسل ایک ہی نشست میں سنایا۔ اور یوں "قادیان کی غریب جماعت" خدا کے فضل سے سب سے اول حصہ لینے والی ٹھہری۔ اس کے بعد حضور نماز جمعہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ عصر کے وقت چند اشخاص کی بیعت لی۔ انکو نصیحت فرمائی۔ اور پھر حافظ عبد العلی صاحب رئیس حیدرآباد دکن کو شرف باریابی عطا فرمایا۔ یہ آن تھک مصروفیت دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال رہی تھی۔ اور ہمارے جیسے نکمے اور ناکاروں کو بتاتی تھی۔ کہ ہمارا فرض کیا ہے۔ اور کس طریق پر کس جوش فدیت کے ساتھ نہ صرف اپنا گھر بار بلکہ اپنا آپ بھلا کر خدمات دین میں ہمیں لگ جانا چاہیئے۔ (مکمل)

مسیح موعود کے لنگر کیلئے دیگوں کی ضرورت

تمام احباب کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کھانا پکانے کے لئے کم سے کم چالیس پینتالیس دیگیں علاوہ اور برتنوں کے مہیا کی جاتی ہیں۔ یہ دیگیں اول تو ایک دو ماہ کی تگ و دو کے بعد ادھر ادھر کے گاؤں سے ملتی ہیں۔ پھر بعض دفعہ دینے والے انکار کرتے ہیں۔ غرض بڑی مشکل سے میلوں چکر لگا کر اور بڑی منت سماجت سے لوگ دیتے ہیں۔ کیونکہ اکثر دیگوں والے غیر احمدی ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں فی دیگ کم سے کم دو روپیہ کرایہ دینا پڑتا ہے۔ پھر جس گاؤں سے وہ دیگ لائی جاتی ہے۔ وہاں سے اٹھوا کر لانے کی مزدوری پھر واپسی کی مزدوری۔ پھر استعمال کے لئے وہ شرط لگاتے ہیں کہ قلعی کروا کر واپس کرنا ہوگی۔ نیز استعمال کرنے کے لئے پہلے ایک دفعہ قلعی کروانی پڑتی ہے۔ اور ایک دفعہ قلعی کی اجرت نہایت رعایتی دو روپیہ ہے۔ غرض ہر جلسہ پر ایک دیگ بعض دفعہ آٹھ آٹھ روپیہ پر پڑ جاتی ہے۔ اور ہر سال بہت سا روپیہ اس طرح خرچ ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ دیگوں کی خرید پر خرچ کیا جاوے۔ تو ایک دفعہ کئی دیگیں خریدی جاسکتی ہیں۔ اس مشکل کو دور کرنے کے لئے برادرم غلام نبی صاحب احمدی ہیسنگر امرتسری نے تحریک کی ہے۔ کہ میں اخبار الفضل کے ذریعہ دوستوں میں تحریک کروں۔ کہ ہر بڑی جماعت ایک ایک دو دو دیگیں بنوا کر جلسہ سالانہ کے لئے دیدیں۔ تاکہ آیندہ کہیں سے دیگ مانگنی نہ پڑے۔ انہوں نے خود بھی وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ایک دیگ صرف اپنی طرف سے جلسہ سالانہ کے لئے دینگے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

اس مفید تجویز کو جو برادرم غلام نبی صاحب نے کی ہے۔ اور اسی نمونہ کو جو انہوں نے اس کار خیر میں حصہ لیکر دکھایا ہے۔ احباب کے سامنے رکھتا ہوا میں تمام جماعتوں میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ ایک ایک نئی عمدہ بڑی دیگ بنوا کر جلسہ سالانہ کے لئے ہم کو عنایت فرما دیں۔ تاکہ ہر سال کی تکلیفوں اور اخراجات سے ہم بچ جاویں۔ اس دیگ پر وہ اپنی انجمن کا نام اور جلسہ یا لنگر خانہ کا نام کندہ کروا دیں۔ گو میں صحیح طور سے تو نہیں کہہ سکتا مگر میرا اندازہ ہے۔ کہ اچھی بڑی دیگ اسی نوے روپے میں تیار ہو جاتی ہے۔ جس جگہ اچھے معتبر مس گر نہ ملیں۔ وہاں کے لوگ امرتسر کے احمدی مس گروں سے بنوا سکتے ہیں۔ میں منتظر ہوں کہ کونسے احباب اس صدا پر لبیک کہتے ہوئے مجھے مطلع فرماتے ہیں۔

سید محمد اسحٰق۔ افسر جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۲۴ء

رسالہ اساس الاتحاد

یہ رسالہ جو مسلم لیگ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے ارقام فرمایا ہو۔ دفتر امور عامہ سے ۱۰ رفی کاپی کے حساب سے مل سکتا ہے۔ جو صاحب منگوانا چاہیں بذریعہ وی پی یا ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں۔ اگر ٹکٹ بھیجے جاویں تو ایک رسالہ کیلئے ۱۰ اور دو سے زاید چار تک کیلئے ایک آنہ کے ٹکٹ محصول ڈاک کے لئے آنے چاہیئں۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان

معاونین الفضل توجہ فرمائیں!

معلوم ہوتا ہے۔ اخبار الفضل کی تقطیع بڑی کرنے کی تجویز ایسے موقع اور محل پر کی گئی ہے کہ بعض احباب کی طبائع میں اس کے متعلق خود بخود تحریک پیدا ہو رہی تھی۔ جیسا کہ حسب ذیل خط سے ظاہر ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قبلہ ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے جی میں آج یہ خیال زور سے پیدا ہو رہا تھا کہ الفضل بڑی تقطیع پر ہونا چاہیئے۔ بلکہ روزانہ ہونا چاہیئے تھا۔ یہ خیال اسقدر بے چین کر رہا تھا۔ کہ میں آپ کی خدمت میں عریضہ تحریر کرنے لگا تھا کہ آج حسب معمول اخبار کے لئے ڈاکخانہ گیا۔ اور اخبار ملا۔ تو سب سے پہلے میری نظر اس مضمون پر پڑی۔ جو تقطیع کے متعلق تھا خدا کا شکر بجا لایا۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل کی فکر ہوئی۔ میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا تھا۔ کہ ضرور ایک خریدار پیدا کروں۔ اور چٹھی لکھ دوں۔ گو وہ صاحب جن کے متعلق میں لکھنے لگا تھا یہاں موجود نہ تھے۔ تاہم میرا ارادہ تھا کہ انکی خریداری کے لئے لکھ دوں۔ مگر وہ خود یہاں تشریف لے آئے۔ اور میں نے ان کو کہدیا ہے۔ سو آپ ان کے نام اخبار جاری کر دیں۔

محمد شریف عفا اللہ عنہ از اکال گڈھ۔"

اگر "الفضل" کے سب معاونین اور قدر دان کم از کم ایک ایک خریدار مہیا کرنے کا ارادہ کرلیں۔ تو اس کا پورا کرنا ان کے لئے کوئی مشکل بات نہیں۔ اور اس طرح اخبار کی ترقی میں باآسانی حصہ لے سکتے ہیں سب احباب کو جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ اور جلد سے جلد کم از کم ایک اور جو اس سے زیادہ دے سکیں وہ زیادہ خریدار دیں۔ اگر کوئی دوست اپنی سستی اور کوتاہی کی وجہ سے اتنا بھی نہ کرینگے تو سمجھا جائیگا کہ وہ الفضل کی ترقی کو پسند نہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۰ جون ۱۹۲۴ء

آریہ سماج اور مسٹر گاندھی

آریہ ہندو قوم کے مسلمہ "مہاتما" گاندھی جی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا مجریہ ۲۹ مئی ۱۹۲۴ء میں آریہ سماج اور اس کے بانی سوامی دیانند اور اس کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

"سوامی دیانند جی کی کتاب ستیارتھ پرکاش سے زیادہ مایوس کن کتاب میں نے آج تک نہیں پڑھی ...... سوامی دیانند نے جین مت اسلام اور عیسائیت اور ہندو دھرم کو نادانستہ غلط طور پر پیش کیا ہے۔ ایک ایسا شخص جس کو ان مذاہب کے متعلق سرسری علم بھی حاصل ہو۔ وہ باسانی ان غلطیوں کو معلوم کر سکتا ہے۔" ××× سوامی دیانند اگرچہ بت پرستی کے مخالف تھا۔ لیکن ایک لطیف صورت میں اس نے بت پرستی کو قائم کیا ہے۔ کیونکہ اس نے وید کے لفظوں کو بت بنا دیا ہے۔ اور ہر امر جسے سائنس نے دریافت کیا ہے۔ اسے ویدوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔" ×××× ایک آریہ پرچارک کو اتنی خوشی کسی امر میں نہیں ہوتی۔ جتنی دوسرے مذاہب کو گالیاں دینے سے ہوتی ہے۔"

(ملخصاً از اخبار ینگ انڈیا مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۲۴ء)

چونکہ یہ الفاظ ایک ایسے شخص کے قلم سے نکلے ہیں جو ہندو قوم میں بہت بڑا مسلمہ لیڈر ہے۔ اور جسے ہندوؤں نے مہاتما کا خطاب دیا ہوا ہے۔ جس کی رہنمائی پر وہ فخر کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ اور اس کی رائے کو بہت وزنی بلکہ سچ کہو تو اسے الہام کی طرح وہ مانتے رہے ہیں۔ اس لئے مہاتما جی کی آزادانہ اور صحیح رائے کے خلاف اپنی جبلی عادت کے موافق صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہو گئے چنانچہ جگہ جگہ اس غرض کے لئے جلسے کئے جا رہے ہیں۔ شملہ میں یہ جلسہ ۶ جون ۱۹۲۴ء کو آریہ سماج مندر میں کیا گیا۔ چونکہ جلسہ پبلک تھا اس لئے میں بھی چلا گیا۔ اور تمام کارروائی دیکھی اور سنی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ آریہ سماج کی طرف سے کہا گیا۔ چونکہ مہاتما گاندھی ایک بڑی شخصیت کے انسان ہیں۔ اور ان کے الفاظ آئندہ آریہ سماج کے مخالفوں کے ہاتھ میں بطور سند رہینگے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم مہاتما جی کے خلاف آواز اٹھائیں۔ پھر اس آواز کا اٹھانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ مہاتما جی نے جو رائے دی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ جہاں کہیں غریب ہندو قوم پر مسلمانوں کی طرف سے مظالم ہوئے۔ وہیں آریہ سماج نے اپنے ہندو بھائیوں کی حفاظت کے طور پر مدد کی یہی بات ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں الزام دیا جاتا ہے۔ مہارشی دیانند پر جو الزام ہیں۔ وہ سب بے جا ہیں۔ اور ویدوں کے متعلق جو کہا گیا ہے۔ وہ بھی ناواجب ہے۔

اس کے بعد ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا جس پر ایک آریہ سماجی نے تقریر کرتے ہوئے اعتراض بھی کیا۔ اور دوسرا ریزولیوشن پہلے کی بجائے پیش کیا۔ مگر اسے روکا گیا۔ تب اس نے اس اپنے ریزولیوشن کو جو غالباً کسی بڑے سوامی مہاشہ کا بنایا ہوا تھا۔ بطور ترمیم پیش کیا۔ اور مہاتما جی کے الزام تنگدلی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دیکھو یہ کیسی تنگ دلی ہے۔ کہ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو معقول ہے۔ لیکن آریہ سماج اسے سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ اور اسے پیش کرنے سے مانع ہے۔

آریہ سماج کی اس تنگدلی کی وجہ سے یہ تو ممکن نہ تھا کہ وہ ہمیں وہاں کچھ کہنے کی اجازت دیتے۔ لیکن چونکہ پبلک جلسہ تھا۔ اور بہت سے مسلمان بھی موجود تھے اس لئے ہم نے کھڑے ہو کر صدر جلسہ سے کہا۔ چونکہ یہ جلسہ عام ہے۔ اور پبلک میں مسلمان بھی شامل ہیں اس لئے ہمیں مسلمانوں کی طرف سے کچھ کہنے کا حق ہے یا نہیں۔ جس کا جواب یہ ملا کہ نہیں۔ بلکہ صرف آریہ اور ان کے معاونین ہی رائے دے سکتے ہیں۔ ہم نے کہا۔ کیا ہم کو صرف اتنا کہنے کا بھی حق حاصل ہے یا نہیں کہ گاندھی مہاراج نے جو کچھ آپ کے متعلق لکھا ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ جواب دیا گیا۔ نہیں نہیں۔

چونکہ آریہ سماج نے اپنے مہاتما کے خلاف جلسہ کرتے ہوئے بلا وجہ اہل اسلام پر ظلم کا الزام لگایا تھا۔ اسلئے مسلمانوں کی طرف سے ایک جلسہ جامع مسجد شملہ میں ۸ جون ۱۹۲۴ء کو ہوا۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ مہاتما گاندھی کا بیان جو آریہ سماج کے متعلق ہے بالکل درست ہے۔ اور واقعات پر مبنی ہے لیکن آریہ سماج کے الزام اسلام پر بالکل بے جا ہیں۔

اگرچہ مہاتما جی کے بیان کی تائید و تصدیق کے لئے ستیارتھ پرکاش ہی کافی ثبوت ہے۔ جسے ہر شخص پڑھ کر بے اختیار مہاتما جی کے بیان کی حرف بحرف تصدیق کریگا۔ کیونکہ اس میں سوامی دیانند صاحب نے تمام جہاں کے رہنماؤں اور مقدسوں کی ہتک اور پول کھول کر کی ہے۔ اور اگر آریہ سماجی چاہیں تو ہم سے جہاں چاہیں۔ اس امر پر بحث کر کے فیصلہ کر لیں۔ مگر اس جگہ ہم دو باتیں ایسی پیش کرتے ہیں۔ جن پر سوائے واقف کاروں کے بہت تھوڑے لوگوں کی نظر ہے۔ اور وہ باتیں مہاتما گاندھی کی پوری پوری تائید و تصدیق کرتی ہیں۔

آریہ سماج کی طرف سے متعدد مضامین وقتاً فوقتاً ایسے شائع ہوئے ہیں۔ جنمیں آریوں کی اس عادت کی شکایت کی گئی ہے۔ کہ وہ اور مذاہب کے پیشواؤں کو گالیاں دینا معمولی بات جانتے ہیں۔ بلکہ ان میں بڑا وہی سمجھا جاتا ہے۔ جو اس کام میں زیادہ مشاق ہو چنانچہ ویدک میگزین میں لالہ گھاسی رام صاحب ایم اے آریہ پلیڈر نے ایک مضمون لکھا جسے اخبار پرکاش

نے ۱۴ ستمبر ۱۹۱۹ء میں اپنے کالموں میں بھی شائع کیا۔ وہ مضمون مہاتما گاندھی کی تائید و تصدیق میں اور آریہ سماج کے خلاف ایک کھلا ہوا بیان ہے۔ اسلئے ہم اسے یہاں نقل کرتے ہیں:۔

"دشمن تو درکنار ہمارے اپنے بہت سے دوست بھی ہم کو اندھا دھند تقلید بے جا جوش اور زیادتی کا ملزم ٹھہرا رہے ہیں۔ غیر آریہ لوگوں اور ان کے مذاہب کی نسبت جو الفاظ ہم استعمال کرتے ہیں وہ کسی صورت سے قابل ستائش نہیں کہلا سکتے ہم ہر شخص کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا چودہ پندرہ سال کا بچہ بھی جس کو ابھی ودیا کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا۔ شنکر اچارج گوتم بدھ اور یسوع مسیح جیسے بزرگوں [illegible] اور ان کی [illegible] نکتہ چینی کرنے سے نہیں چوکتا۔ ہمارے اخبارات کی توجہ صرف ان [illegible] تک ہی محدود نہیں۔ جو مذہبًا ہمارے مخالف ہیں بلکہ ان کی نظر عنایت اپنے آریہ بھائیوں اور دوستوں پر بھی [illegible] ہے۔ دوسروں کی معمولی کمزوریوں کو بڑے بڑے اخلاقی جرائم بنا کر دکھا دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہو رہا ہے۔ ہماری اعلیٰ درجہ کی صفت ایسی ہی رہ گئی ہے کہ ہم اپنے مخالفین کی سیاہ تصویر کھینچیں۔ اور ان کے ادنیٰ نقائص کو قابلِ نفرت گناہ بنا کر دکھاویں ہمارے اپدیشکوں کو جس بات سے زیادہ انس ہے وہ یہ ہے کہ مخالف مذاہب کے معتقدات کو قابلِ اعتراض پیرایہ اور غیر مہذبانہ عبارت میں پیش کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں وہی لیکچرار کامیاب سمجھا جاتا ہے جو دوسرے مذاہب کے مسلمہ اور مقدس اصولوں کو موڑ توڑ کر پیش کر کے حاضرین کو ہنسا دے۔ ہماری خوش طبعی اور مذاق اگر ہے تو یہ کہ دوسرے مذاہب کی ہنسی اڑائیں۔ اور عجیب تر یہ بات ہے کہ ہم ان حرکات پر خوش ہوتے اور ان کا نام ہماری اصطلاح میں صاف گوئی رکھا جاتا ہے۔

لیکچروں کے علاوہ چونکہ ہمارے بڑے بڑے اہل قلم بھی جن سے ہمیں بہتر امیدیں رکھنی چاہئے تھیں۔ عام مذاق کی پیروی کر کے تہذیب سے گرے ہوئے ہیں۔ اس لئے جو نقص ہماری تقریروں میں ہے۔ وہی تحریروں میں بھی موجود ہے۔ آپ آریہ سماج کا کوئی پرچہ اٹھا کر دیکھیں تو یقیناً آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ایڈیٹر اور نامہ نگار سب کے سب دوسرے لوگوں کی عیب شماری اور نقص گیری کے معیوب کام میں مصروف ہیں۔ ہم اپنے بھجنوں کو دیکھیں۔ تو ان میں یا تو گالیوں کا ایک لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ یا ہندو مسلمان اور ہمسائیوں کے متعلق اتہاس پر بے جا اور بیہودہ حملے ہوتے ہیں۔ لازم تو یہ تھا کہ گاین ودیا کی مدد سے ہمارے آتما پرماتما کا گیان حاصل کرنے میں مدد دیں۔ بجائے اسکے یہ بھجن ہم کو کمینگی کی طرف لیجا کر نفرت اور دشمنی میں پھنسا رہے ہیں ان بھجنوں کے مصنف کچھ ایسے خود رفتہ اور عقل کے پتلے ہیں کہ نظم کے قواعد کا بھی پاس نہیں کرتے۔ اور میں اس شخص کا لوہا مان جاؤں جو ان بھجنوں کی تقطیع کر کے دکھا دے۔ غرض ان بھجنوں سے ہمارے ادنے جذبات تو سیر ہو جاتے ہیں۔ لیکن غیر آریہ لوگوں کو ہم سے نفرت اور عناد ہوتا جاتا ہے۔ پھر ان بھجنوں نے ہم پر ایسا قابو پا لیا ہے۔ کہ سالانہ جلسوں کی کامیابی کے لئے ان کا وجود بھی قریبًا اشد ضروری ہو گیا ہے۔ اور چونکہ ضرورت کا بہم پہنچانا ایک لازمی امر ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے کتب فروشوں کی دکانوں میں بھجنوں کی کتابیں اس کثرت سے بھری پڑی ہیں کہ دوسری کتابوں کو جگہ ہی نہیں ملتی۔ بھجنوں کے شوق سے بھجن منڈلیاں بن گئی ہیں جو ہمارے سالانہ جلسوں پر آتی ہیں۔ اور سننے والوں کے دلوں پر نفرت کا زہریلا بیج بوتی ہیں۔ ہم اس خبیث خواہش کے اسقدر تابع ہو گئے ہیں کہ گویا ہم میں خودداری اور حیا کا مادہ ہی نہیں رہا۔ ہمیں شرم نہیں آتی کہ ہم ایک تو اپنے لڑکے اور لڑکیوں سے بھجن گواتے ہیں۔ پھر ان کے اس فعل کی تحسین کرتے ہیں۔ حالانکہ منوجی نے طالب علموں کو گانے اور ساز بجانے کی قطعی ممانعت کی ہوئی ہے۔ ہاں ہمیں تو کلام منیر کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیوں کی اس چستی اور پھرتی سے ایک دلچسپ منظر پیدا ہو جاتا ہے جسے اکثر والدین بھی بڑی محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں"

(منقول از اخبار پرکاش ۱۴ ستمبر ۱۹۱۹ء بحوالہ ویدک میگزین)

اسکے علاوہ آریہ سماج کی اس عادت کے متعلق متعدد مضامین خود آریوں اور دوسرے ہندوؤں کے بھی سالہا سال پہلے کے لکھے ہوئے موجود ہیں۔ مگر ہم صرف اوپر کے ایک ہی اقتباس پر اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی ہمارے مدعا کے لئے کافی ہے۔

آریہ سماج کی اس بُری حالت کا اصل سبب کیا ہے۔ اسکی وجہ دراصل ستیارتھ پرکاش ہی ہے جو بقول مہاتما گاندھی سب سے زیادہ مایوس کن کتاب ہے چنانچہ اس کتاب کے متعلق ایک سرکاری فیصلہ مندرجہ ذیل ہے۔ ۱۸۹۲ء میں آریوں نے سناتنیوں پر ایک مقدمہ پشاور میں دائر کیا۔ اس کا فیصلہ جو صاحب مجسٹریٹ صاحب نے کیا۔ حسب ذیل ہے:۔

"اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ دیانند جی کی خاص دھرم پستک ستیارتھ پرکاش میں [illegible] مجامعت کی تعلیم درج ہے۔ مدعی خود اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ وہ ان اصول پر جن میں ایک بیاہی ہوئی عورت کو اپنے اصلی خاوند کے جیتے جی کسی دوسرے بیاہے ہوئے آدمی کے ساتھ ہم بستری کرنے کی ہدایت ہے۔ ایمان رکھتا ہے یہ رسم بے شک و بلا شبہ زناکاری ہے۔ اس واسطے یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیانند جی کے مریدان مندرجہ بالا اصولوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں رسم زناکاری کا آغاز کر رہے ہیں۔ اور اگر ان کا یقین اسی طرح رہا۔ تو وہ اس زناکاری کو زیادہ ترقی دینگے۔ مدعا علیہ نے راستبازی سے ایک برہنہ حقیقت کو قلم بند کیا ہے۔"

اس پر آریہ سماج نے سیشن جج کی عدالت میں اپیل کیا۔ جو مندرجہ ذیل ریمارک کے ساتھ خارج کی گئی۔

"دیانند کے اصول اس قسم کے اصول ہیں۔ کہ وہ اہل ہنود و دیگر مذاہب کے حسن و اخلاق کی سخت اہانت کرتے ہیں۔ اور اس کتاب ستیارتھ پرکاش کے چند نکتے خود ہی نہایت فحش ہیں"

ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ مہاتما گاندھی جی نے جو کچھ آریہ سماج کے بانی اور اس کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے متعلق کہا ہے۔ بالکل درست ہے۔

بالآخر ہم آریہ سماج کے مہارشی کی تنگ دلی اور آریہ دھرم کے ناقابل عمل مذہب ہونے پر خود سوامی دیانند جی مہاراج کی شہادت پیش کرتے ہیں۔

سنئے سوامی جی آریہ بھوفی میں بحوالہ وید تحریر فرماتے ہیں:-

"جو ناستک نندک واد صورت منش ہیں۔ وہ ہم لوگوں کے نواستھانوں سے دور چلے جاویں۔ کنتو نیچے کرکے اور دیشوں سے بھی دور ہو جاویں ارتھات ادھرمی پرش کسی دیش میں بھی نہ رہنے پاویں"

"جو ناستک ڈاکو۔ چور۔ بشواش گھاتی مورکھ وشئے کمپٹ بہنسا آدمی اتم کرموں میں گھن ڈالنے والے ہیں۔ سوارتھی (خود غرض) ہیں۔ وید ورودھی اناریہ (ویدوں کے مخالف غیر آریہ) منش ہیں۔ ان سب دشٹوں کو جڑ مول سمیت تباہ کر دو"

ناستک سے مراد منکر خدا ہی نہیں۔ بلکہ سوامی جی کی اصطلاح میں ناستک سے مراد ویدوں کو نہ ماننے والے تمام لوگ ہیں۔ خواہ وہ خدا کو ماننے والے ہوں۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے صفحات ۴۸۱ و ۷۵۰ پر اس کی تصریح موجود ہے:

جس کی یہ خواہش ہو۔ جو اوپر درج ہے۔ اور جو خدا سے تمام غیر آریہ لوگوں کے حق میں یہ دعا کرے کہ خدا سب کو جڑ مول سمیت غرق کر دے۔ ایسے مہارشی کے تنگ دل ہونے میں کیا کلام ہے۔ بس

فتنہ انگیز بابی اور مسلمان

ہمارے بعض مخالفین کی دو ملی حالت اس درجہ قابل رحم ہو گئی ہے۔ کہ خواہ کوئی کیسا ہی دشمن اسلام ہو۔ اگر وہ ہمارے مقابلہ میں بیہودہ سرائی اور لغو بیانی کے لئے کھڑا ہو جائے۔ تو اس کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور اسے ہر قسم کی امداد بہم پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ ان بابیوں کے متعلق کیا گیا جنہیں قادیان سے بوجہ ان کی مکاری اور دھوکہ دہی نکالا گیا۔ آریہ اخبارات نے تو ان کے جھوٹے اور لغو مضامین شائع کرنے ہی تھے۔ مسلمان اخبارات نے بھی اپنے صفحات ان کی نظر کر دیئے جس سے یہ اندازہ لگا کر کہ مسلمانوں کو ان سے خاص ہمدردی ہے۔ انہوں نے اپنا اخبار نکال لیا ہے۔ اگرچہ اس کا زیادہ حصہ ہمارے خلاف لکھنے میں سیاہ کیا جا رہا ہے۔ تاکہ عام مسلمانوں سے امداد حاصل کر سکیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو ان کی مکاری اور دھوکہ دہی سے بچنے کی ضرورت محسوس ہونے لگ گئی ہے۔ چنانچہ دربھون کا اخبار "القاسم" امرت سران کے اخبار کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"بابیوں اور بہائیوں نے شرمناک طریق تبلیغ اختیار کر رکھا ہے۔ ان لوگوں کا فرض منصبی دراصل قرآن کریم و اسلام مقدس کی تنسیخ کا پروپاگنڈا ہے۔ اور اور بہاء اللہ کی نبوت اور افضلیت من الخلق کا پرچار مگر بے خبر مسلمانوں کو پھانسنے کی غرض سے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ کی تعریف کے گیت گاتے ہیں۔ ہماری رائے ہے۔ کہ ان لوگوں کا وجود دوسرے دشمنان اسلام آریوں، عیسائیوں، اور مرزائیوں کے وجود کی نسبت زیادہ خطرناک ہے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو کہیں "مسلمان" کہیں "احمدی" اور کہیں "بہائی" ظاہر کرتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے بطور نمونہ ان کے چند عقائد یہاں نقل کئے جاتے ہیں:-

(۱) بہاء اللہ مسیح موعود ہے۔ بلکہ موعود کل ادیان (۲) بعض احکام قرآن شریف کے ایسے ہیں جو بہاء اللہ کی وحی کے ماتحت تبدیل ہو گئے ہیں (۳) بعض حالات کے لحاظ سے بہاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (معاذ اللہ) افضل ہے (۴) پانچ اسلامی نمازوں کا پڑھنا فرض نہیں ہے۔ (۵) بہائی فرض نماز جو نہ پڑھے۔ وہ گنہگار ہے۔ (۶) چونکہ شریعت جدید کا ظہور ہو گیا ہے۔ اس واسطے اسلامی روزے رمضان کے اب فرض نہیں ہیں۔ (۷) قبلہ مکہ معظمہ کی بجائے عکہ ہے۔ (۸) حدیث لو کان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من ابناء فارس بہاء اللہ کے متعلق ہے۔ وغیرہ

یہ خلاصہ ہے۔ اس بیان کا جو مسٹر محفوظ الحق علمی مولوی فاضل سابق مرزائی و حال بہائی نے قادیان میں تحقیقاتی کمیشن کے سامنے دیا۔ اب اس شخص نے آگرہ سے ایک اخبار جاری کیا ہے۔ جس کا مقصد اشاعت مکر و دجل اور تبلیغ کفر و ضلالت کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ تمام مسلمان بھائی نہایت ہوشیار رہیں۔ اسلامی اخبارات کو چاہیئے۔ کہ نہایت تدبر و تفکر کے بعد اس گمراہ کن اخبار پر ریویو لکھیں"

اس وقت تک سوائے آگرہ کے ایک ذلیل ترین اخبار کے کسی مسلمان اخبار میں بابیوں کے اخبار پر ایسا ریویو جو ان کے حق میں ہو ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ خدا کرے مسلمانوں کو دشمن و دوست میں تمیز کرنا آجائے۔ اور وہ ایسے فتنہ پرداز اور دشمنان اسلام لوگوں کو منہ نہ لگائیں۔

بھرت پور کی منہدم کردہ مساجد کی بحالی میں ناکامی

مسلمانوں کا جو وفد نہارا جہ صاحب بھرت پور کے سامنے مساجد کے انہدام کے متعلق پیش ہونے والا تھا۔ وہ پیش ہوا۔ اور اپنی آنکھوں مساجد کو گرا ہوا دیکھ کر ان کی حالت پیش کی گئی۔ جس پر جواب ملا۔ کہ چونکہ یہ مساجد چھاؤنی کی حدود میں عارضی بنائی گئی تھیں۔ اور اب وہاں رسالہ نہیں رہا۔ اسلئے مقامی مسلمانوں سے پوچھ کر مسمار کرا دی گئی ہیں۔ جواب یہ کہا گیا۔ کہ ایک مسجد تو سو سال سے بھی زیادہ کی پختہ بنی ہوئی تھی

شور برپا کیا جا سکتا تھا۔ تو انہیں دیکھ لینا چاہیئے کہ کئی مساجد کو بالکل مسمار کر دینے پر انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ مگر کرینگے وہی جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کہ چند روز اخبارات میں چیخ پکار کرکے چپ ہو جائینگے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

تبلیغ کیلئے اخلاق فاضلہ کی ضرورت

بچوں کی اخلاقی اصلاح کی تاکید

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ جون ۱۹۲۴ء

سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے بارہا اس امر کو بیان کیا ہے کہ دُنیا میں اگر کوئی چیز غیر قوموں پر اثر کر سکتی ہے۔ تو وہ اخلاق فاضلہ ہی ہیں۔ جن سے ہم دنیا کو صداقت کا قائل کر سکتے ہیں۔ اور جب تک ہم لوگوں کے سامنے اپنے اخلاق فاضلہ نہ پیش کرینگے۔ تب تک لوگ ہمارے ان دعوؤں کو قبول نہ کرینگے۔ کہ ہم نے سچے دین کو پالیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے ہمارا تعلق ہو گیا ہے۔ صرف ہمارے یہ کہدینے اور یہ دعویٰ کر دینے سے کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے۔ اور ہم نے سچے دین کو پالیا ہے۔ غیر قومیں ہماری طرف متوجہ نہیں ہو سکتیں۔ ان کا متوجہ ہونا ہماری طرف اسی صورت میں ہو گا۔ کہ ہم اس دعوے کی تصدیق اپنے اخلاق فاضلہ اور اسوہ حسنہ سے کریں۔ اور ان کے دلوں میں یہ احساس پیدا کردیں کہ ہمارا تعلق خدا تعالیٰ سے ہے۔ اور ہم نے سچے دین کو پالیا ہے۔ یہ ثبوت ہم اخلاق فاضلہ ہی دکھا کر دے سکتے ہیں۔ اور یہی ہماری تبلیغ کے لئے زبردست ممد اور معاون ہیں۔ اور اسی سے ہمارا تبلیغ کا کام بآسانی انجام پذیر ہو سکتا ہے۔ پس اخلاق فاضلہ پیدا کرنا تبلیغ کے لئے نہایت ضروری ہے لیکن بعض لوگ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

مذہب اور اخلاق میں فرق

بعض لوگ اپنی سمجھ کی کمی کی وجہ سے اخلاق فاضلہ اور مذہب میں فرق نہیں کرتے۔ اور دونوں کو ایک ہی خیال کر لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ علم جو مجھے دیا ہے۔ اسکی وجہ سے میں جانتا ہوں کہ لوگوں کو اس میں غلطی لگی ہوئی ہے۔ کہ وہ مذہب اور اخلاق کو ایک سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اخلاق اور مذہب میں فرق ہے مذہب کا تعلق عادات سے نہیں ہوتا۔ لیکن اخلاق کا تعلق عادات سے ہوتا ہے۔ اور جب تک عادات کی اصلاح نہ کی جائے۔ تب تک اخلاق کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب عادات ٹھیک ہو جاتی ہیں تو اخلاق کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے:۔

اخلاقی جنگ بچوں کے قلوب کے ذریعہ ہو سکتی ہے

جس قدر جلدی بچوں کے عادات کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور وہ اخلاق فاضلہ سیکھ سکتے ہیں۔ بڑے نہیں سیکھ سکتے۔ چنانچہ یہی مضمون لکھتے وقت جو میں نے آج سُنایا ہے۔ مجھے خیال آیا کہ دُنیا میں اخلاقی جنگ کے لئے ہمارے لئے سوائے بچوں کے دلوں کے اور کوئی محاذ نہیں اور اخلاقی جنگ صرف ہم بچوں کے دلوں پر ہی کر سکتے ہیں۔ اور ان پر ہی فتح پا سکتے ہیں۔ اور کوئی محاذ ہمارے لئے اخلاقی جنگ کا نہیں۔ کیونکہ جتنی جلدی بچوں کی عادات کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ بڑوں کی نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی بات کو مدنظر رکھکر حضرت مسیح نے کہا۔ کہ خدا کی بادشاہت میں بچے داخل ہونگے۔ کیونکہ انہیں حق قبول کرنے کے لئے جلدی اور بآسانی تیار کیا جا سکتا ہے جب ہم اخلاقی جنگ کر کے بچوں کے قلوب پر فتح پالینگے۔ تو تبلیغ آسان ہو جائیگی۔ اور بچوں کی اصلاح بھی جلد ہو جائیگی۔ اور جس قدر بچوں کی عادتیں جلدی درست ہو سکتی ہیں۔ بڑوں کی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ بڑوں کی عادتیں پختہ ہو جاتی ہیں اور ان کی طبیعت میں ایسی راسخ ہوتی ہیں کہ بغیر جانے بوجھے ان کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں:

عادت کی مجبوری

مثلاً بعض کو ہاتھ ہلانے کی عادت ہوتی ہے۔ بعض کو سر ہلانے کی عادت ہوتی ہے۔ بعض کو خاص خاص الفاظ دُہرانے کی عادت ہوتی ہے۔ بعض کو ہونٹ ہلانے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ اپنی عادت کے مطابق ہونٹ ہلاتے ہیں یا سر کو حرکت دیتے ہیں یا خاص خاص الفاظ اپنی گفتگو میں دُہراتے ہیں۔ تو ان کے دل میں کسی قسم کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ وہ ان حرکتوں کو بے خیالی میں کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور ذرا محسوس نہیں کرتے کہ ہم کیا الفاظ بولتے ہیں یا کیوں بے جا سر کو حرکت دیتے ہیں۔ یا کیوں بے جا ہاتھ ہلاتے ہیں۔ ان عادتوں کے متعلق ایسا نہیں ہوتا کہ مثلاً جب پانی پینے کے لئے جاتے ہیں۔ تو ان کے دل میں یہ خیال اور ارادہ ہوتا ہے۔ کہ ہم پانی پینے جا رہے ہیں یا جب کھانا کھانے بیٹھتے ہیں تو خیال ہوتا ہے کہ اب ہم کھانا کھائینگے۔ لیکن وہ حرکات جن کو عادت کی وجہ سے کرتے ہیں۔ ان پر ان کے دل میں کسی قسم کا خیال پیدا نہیں ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اس قسم کی عادات کئی قسم کی ہیں۔ بعض جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً ہاتھ ہلانا یا سر ہلانا یا لبوں کو حرکت دینا۔ اور بعض اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً بات بات پر گالی دینا۔ غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا وغیرہ۔ لوگ غیبت کو بُرا سمجھتے ہیں لیکن باوجود اس فعل کو گندہ سمجھنے کے پھر وہ غیبت کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اپنی عادت سے مجبور ہوتے ہیں اور عادت ان کی رُوحانیت پر غالب آجاتی ہے۔ پھر بعض لوگوں میں جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے وہ اپنی عادت کی وجہ سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ پھر بعض لوگوں کو بازاری گالیاں دینے کی عادت ہوتی ہے وہ بازاری گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ .. .. اور ذرا خیال نہیں کرتے۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ غرضکہ بہت سی بدیاں جو اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں۔ عادت کی

وجہ سے ہوتی ہیں۔ جب ہم عادات کی اصلاح کر دینگے تو لوگ اخلاق فاضلہ جلدی اختیار کر لینگے۔ بڑوں کی ایسی عادات کی اصلاح کرنا ہمارے لئے اس لئے مشکل ہے کہ وہ ایسی عادات پر پختہ ہونے کے بعد سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور گو وہ وعظ و نصیحت سنتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ان عادتوں کو چھوڑ دیں لیکن پھر بھی بلا ارادہ اور بلا جانے بوجھے عادت کی مجبوری کی وجہ سے ان کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ جب کبھی میں نے خطبہ میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کرنے کا وعظ کیا ہے تو دیکھا کہ میرے خطبہ ختم کر کے منبر سے نیچے اترتے ہی کئی لوگ نماز پڑھنے کے لئے جگہ حاصل کرنے کے لئے رنجیدگی پیدا کر لیتے ہیں ایک کہتا ہے یہ میری جگہ ہے۔ دوسرا کہتا ہے یہ میری جگہ ہے۔ یہ تو تو میں میں انکی عادت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ورنہ خطبہ سنتے وقت ان کے دل گداز ہوتے ہیں اور ان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہم اب اس خطبہ پر عمل کرینگے۔ کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرینگے اور آپس میں محبت اور نرمی کے ساتھ رہینگے۔ لیکن باوجود اس خیال کے ان کی عادت اس خواہش اور اس عہد پر غالب آجاتی ہے۔ جو انہوں نے خطبہ کے وقت اپنے دل سے کیا ہوتا ہے۔ اور وہ جھگڑنے لگ جاتے ہیں۔

اخلاق کے سنوارنے میں عادات کا دخل

پس اخلاق کے سنوارنے میں عادات کا بہت دخل ہے۔ اور عادتیں بڑے اور چھوٹوں میں یکساں ہیں۔ لیکن دونوں کی اصلاح کرنے میں بڑا فرق ہے۔ بڑوں کی عادتیں پختہ ہونے کی وجہ سے اتنی جلدی درست اور زود نصیحت نہیں ہو سکتیں جتنی جلدی بچوں کی عادتیں درست ہو سکتی ہیں اور ان کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ بڑوں کی عادتیں بھی درست ہو جاتی ہیں۔ لیکن مشکل سے۔ اور ایک لمبے عرصہ کے بعد چنانچہ ایک لیکچرار تھا۔ اسکو لیکچر دیتے وقت یہ عادت تھی کہ اپنے کندھوں کو حرکت دیتا رہتا تھا۔ اسکی یہ عادت لوگوں کو بری معلوم ہوتی تھی۔ اس کے دوستوں نے اسے بتایا کہ آپ لیکچر کے دوران میں کندھے ہلاتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اور بری عادت ہے۔ اس عادت کو دور کرنے کے لئے اس نے یہ طریق اختیار کیا کہ وہ اپنے کندھوں سے ذرا فاصلہ پر دو تلواریں لٹکا کر لیکچر دیتا اور جب کبھی اثنائے تقریر میں عادتاً کندھوں کو حرکت دیتا تو تلواروں کی نوکیں چبھ جاتیں اور اس کو تکلیف ہوتی۔ اس تکلیف کی وجہ سے حرکت نہ کرنے کا اسے خیال پیدا ہوتا۔ آخر رفتہ رفتہ اس کی یہ عادت دور ہو گئی۔ تو بڑوں کی عادتیں بھی دور ہو سکتی ہیں لیکن مشکل اور مدت کی کوشش سے۔ مگر بچوں کی عادتوں کی اصلاح جلدی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ان کی طرف خاص توجہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جب تک ہم ایسی عادتیں نہ بدلیں۔ اور اخلاق فاضلہ نہ سکھلائیں۔ تب تک ہم میں اور دوسرے لوگوں میں فرق نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی لوگوں پر ہمارا مخفی تقویٰ اثر کر سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے اخلاق کی اصلاح

پس میں جماعت کے لوگوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اخلاق درست کریں۔ کئی لوگ اپنی عادت کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ پڑتے ہیں۔ اور گالیاں دیتے ہیں۔ بسا اوقات میں اپنے کمرہ میں بیٹھا کام کر رہا ہوتا ہوں کہ لوگوں کے آپس میں گالیاں دینے کی آواز آتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کو اپنی عادت کی وجہ سے معمولی باتوں پر گالیاں دیتے ہیں۔ بازار میں سے جہاں چھوٹے بڑے سب گذرتے ہیں۔ عورتیں بھی جاتی آتی ہیں۔ وہاں گالیاں دیتے ہیں۔ اور یہ عادت کی وجہ سے ہوتا ہے یوں تو ہر انسان کو کوئی نہ کوئی عادت ہوتی ہے۔ لیکن بعض عادتیں معیوب ہوتی ہیں۔ اور بعض نہیں۔ مجھے عادت ہے کہ میں لوگوں میں بیٹھ کر اکیلا کھانا نہیں کھا سکتا۔ اگر سب لوگ کھائیں۔ تو میں کھاتا ہوں۔ لیکن بعض لوگ جو ایسے کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ بڑے مجمع میں بیٹھ کر خوب کھا پی لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض تو بازار میں چلتے چلتے کھاتے جاتے ہیں۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کہ قرآن کریم میں مومن کی شان میں ہوناً فرمایا گیا ہے۔ یعنی اس میں وقار پایا جاتا ہو اسکے یہ خلاف ہے۔ اگر انہیں کہا جائے کہ یہ ہون کے خلاف ہے تو وہ حیرت سے پوچھیں گے کہ ہون کیا ہوتا ہے۔ اور ہمیں کونسی حرکت اس کے خلاف کی ہے یہ ان کا پوچھنا عادت کے نقص کی وجہ سے ہوگا۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ عادت کی درستی کا خیال رکھے تاکہ اعلیٰ اخلاق پیدا ہوں

بچوں کی اخلاقی اصلاح کی ضرورت

اس امر کی کوشش بڑوں کے متعلق بھی ہونی چاہیئے۔ لیکن بچوں کی اصلاح کا خاص خیال رکھنا چاہیئے انکو بڑوں کا احترام کرنا سکھایا جائے۔ ان کے دل میں کلام الٰہی کا۔ روزوں کا۔ نماز کا احترام پیدا کیا جائے۔ بارہا میں نے دیکھا ہے۔ نماز ہو رہی ہوتی ہے اور بچے شور کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ خیال تک نہیں ہوتا کہ نماز ہو رہی ہے۔ ہم شور نہ کریں۔ ایسے وقت ان کا شور کرنا اور نماز کے خیال سے بے خبر ہونا ظاہر کرتا ہے کہ انکو نماز کا احترام اور ادب کرنا سکھایا ہی نہیں گیا۔ اگر والدین اپنے بچوں کو سمجھائیں کہ نماز کے وقت شور نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نماز کا احترام کرنا چاہیئے۔ تو بچوں کی عادت جلدی دور ہو سکتی ہے اور ان میں نماز کا احترام پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بعض بچے گندی گالیاں دیتے بازار سے گذر جاتے ہیں۔ اور لوگ دکانوں پر بیٹھے سنتے ہیں۔ مگر بچوں کو گالیوں سے روکتے نہیں۔ اور ان کو نصیحت نہیں کرتے۔ کہ گالیاں نہیں دینی چاہیئیں۔ اگر لوگ ان کو گالیاں دینے سے روکیں۔ اور اگر ایک دفعہ کہنے سے نہ رکیں۔ تو پھر منع کرتے رہیں۔ تو آخر بار بار اور متواتر کہنے سے بچے گالیاں دینے سے رک جائینگے۔ اور ان کی اصلاح ہو جائیگی۔

پس ہماری جماعت کے لوگ اپنے اور اپنے بچوں کے اخلاق کی نگرانی کریں تاکہ ان میں کوئی بری عادت پیدا نہ ہو۔ اور ان کے اخلاق نہایت پاکیزہ اور اعلےٰ ہوں۔ کیونکہ تبلیغ کے لئے اخلاق کی درستگی نہایت ضروری اور لابدی امر ہے اس کے ساتھ دعائیں بھی کرو۔ کہ خدا تعالیٰ وہ تمام روکیں جو تبلیغ کے راستے میں ہیں۔ دور کر دے۔ تا ہم آسانی سے تبلیغ کر سکیں۔ خدا ہم سب کو تبلیغ کرنے کی توفیق دے۔ آمین ؂

مونگھیر میں آریوں سے زبردست مباحثہ

آریہ مناظروں کی ہزیمت

آریہ ہندوؤں کا مسلمانوں پر ظالمانہ حملہ

گذشتہ پرچہ میں آریوں کے ساتھ مونگھیر میں مباحثہ کے متعلق مختصر سی برقی اطلاع درج کرتے ہوئے لکھا گیا تھا کہ مفصل حالات کا انتظار ہے۔ موصول ہونے پر درج کئے جائینگے۔ اب مباحثہ کے تفصیلی حالات ہمارے پاس پہنچ گئے ہیں۔ جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ مونگھیر کے جس ہندو مسلم فساد کی خبر ہندوستان کے قریبًا تمام اردو انگریزی اخبارات میں شائع ہوئی ہے اسکی اصلیت معلوم ہوسکے۔ (ایڈیٹر)

آریوں کا چیلنج اور اسکی منظوری

مونگھیر علاقہ بہار میں آریوں نے اسلام کے خلاف اپنے جلسوں میں بہت کچھ زہر اگلا۔ اور مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا۔ اسپر وہاں کے مسلمانوں نے مولوی حکیم خلیل احمد صاحب سے درخواست کی۔ کہ آپ ان کا مقابلہ کریں۔ حکیم صاحب فی الفور تیار ہوگئے۔ لیکن اپنے جلسوں میں آریوں نے بہت کم وقت دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور باقاعدہ مناظرہ کا چیلنج دیا۔ حکیم صاحب نے اسوقت سے بھی فائدہ اٹھایا جو آریوں نے اپنے جلسوں میں دیا۔ اور باقاعدہ مناظرہ کے چیلنج کو بھی منظور کیا۔ یہ سب کچھ غیر احمدی مسلمانوں کی خواہش پر ہوا۔

شرائط مناظرہ

حکیم صاحب نے ان سب شرائط کو جو آریہ سماج نے پیش کئے۔ قبول کرلیا شرائط کا خلاصہ یہ ہے:۔ ۸ جون سے ۱۵ جون تک مضامین پر چار گھنٹہ روزانہ مباحثہ ہوگا۔ ہر فریق پر لازم ہوگا کہ جو حوالہ پیش کرے۔ دوسرے فریق کی مسلمہ کتب سے کرے۔ اور اصل عبارت اس کتاب سے پڑھ کر سنائے۔ پھر اس کا ترجمہ سنائے۔ اگر وہ عربی یا سنسکرت ہو۔ اگر اس شرط کے ساتھ حوالہ نہ پیش کیا جائیگا۔ تو ایسا حوالہ الزام ہتک اور گالی سمجھا جائیگا۔ دو دو پریزیڈنٹ ہر فریق کے ہونگے۔ ایک امن قائم کرنے کے لئے۔ اور دوسرا شرائط کے مطابق مناظرہ چلانے کے لئے۔ مناظرہ کی جگہ محلہ دلاور پور جو احمدیہ مسجد کے سامنے وسیع میدان ہے ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان شرائط پر مناظرہ کے شروع ہونے سے بیس روز پہلے دستخط ہوگئے۔ اور یہ قرارداد بھی ہوگئی کہ ان شرائط میں کوئی تبدیلی نہ کی جائیگی۔ نیز یہ کہ وقت مناظرہ ہر روز سات بجے شام شروع ہوگا۔ چالیس چالیس منٹ کی چار تقریریں ہر فریق کی ہونگی۔

مضامین مناظرہ

مناظرہ حسب ذیل مضامین پر قرار پایا:۔

اوّل۔ روح اور مادہ قدیم ہیں یا حادث۔ مدعی احمدی

دوم۔ قرآن شریف الہامی کتاب نہیں۔ مدعی آریہ۔

سوم۔ وید مکمل الہامی کتاب نہیں۔ مدعی احمدی

چہارم۔ اسلامی طریق نجات صحیح نہیں۔ مدعی آریہ

پنجم۔ تناسخ صحیح نہیں۔ مدعی احمدی۔

ششم۔ مرزا صاحب کی نبوت اور پیشگوئیاں صحیح نہیں۔ مدعی آریہ۔

ہفتم۔ پنڈت دیانند کی زندگی ایسے رشی نہیں بناتی مدعی احمدی

ہشتم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر آریوں کے اعتراضات۔

۸ جون کو جماعت احمدیہ کے مناظر وہاں کی جماعت کی دعوت پر مونگھیر پہنچ گئے۔ اور آریہ سماج کی دعوت پر ان کے مناظر بھی آگئے۔ احمدی مناظرین اور ان کے معاونین کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

حافظ روشن علی صاحب۔ میر قاسم علی صاحب مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل۔ مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل۔ مہاشہ فضل حسین صاحب۔

آریہ مناظرین کے نام یہ ہیں:۔

پنڈت اجدھیا پرشاد صاحب ایم اے (۲) پنڈت مراری لال صاحب (۳) پنڈت ست دیو صاحب (۴) پنڈت کالی چرن صاحب۔

پہلے روز کا مناظرہ

پہلے روز جماعت احمدیہ کی طرف سے مناظر حافظ روشن علی صاحب پریزیڈنٹ امن حکیم خلیل احمد صاحب اور پریزیڈنٹ مناظرہ مولوی جلال الدین صاحب قرار پائے۔ آریوں کی طرف سے مناظر اجدھیا پرشاد صاحب اور پریزیڈنٹ (نام یاد نہیں) مقرر ہوئے۔ پہلی تقریر احمدی مناظر کی تھی۔ جس میں قرآن شریف اور وید اور عقلی دلائل سے یہ ثابت کیا گیا کہ روح مادہ مخلوق ہیں۔ اس کے بعد اجدھیا پرشاد صاحب ایم اے کی تقریر شروع ہوئی جنہوں نے پیش کردہ دلائل کا توڑ نہ کیا۔ البتہ روح مادہ کے قدیم ہونے پر کچھ عقلی وجوہ پیش کئے۔ اور کچھ قرآن شریف پر اعتراض کرڈالے۔ ان کی تقریر کے اثناء میں آریہ سماج کی میز پر ایک ڈھیلا گرنے کی آواز آئی۔ اور آریہ ہندوؤں نے شور ڈالدیا کہ لو صاحب ڈھیلے آنے لگے۔ لیکن اس کے بعد پھر کوئی ڈھیلا نہ آیا۔ انتظام جلسہ یہ تھا۔ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ علیحدہ بلاک تھے۔ تا ایک فریق دوسرے فریق کے لوگوں میں داخل نہ ہو۔ اور کسی قسم کا شر و فساد پیدا نہ ہو۔ اس روز چاروں تقریریں ہوگئیں اور امن سے مباحثہ ختم ہوگیا۔

دوسرے روز کا مناظرہ

دوسرے روز ۷ بجے شام مناظرہ شروع ہوا۔ آریہ سماج نے اپنے پہلے مناظر کی کمزوری دیکھ کر اسے بدل دیا۔ اور اس کی جگہ ست دیو صاحب کو مقرر کیا۔ اور پریزیڈنٹ مناظرہ مراری لال مقرر ہوئے۔ ہماری طرف سے مناظر اور پریزیڈنٹ وہی رہے۔ جو پہلے دن تھے۔ اس روز آریوں کے مناظر نے پہلے تقریر کی۔ اور قرآن شریف پر اعتراض کئے۔ اس کے جواب میں چالیس منٹ تک جناب حافظ روشن علی صاحب نے تقریر کی جس کے دوران میں پھر آریوں کی میز پر ایک ڈھیلے

کی آواز بلند ہوئی۔ اور انہوں نے شور ڈالدیا۔ کہ لو صاحب ڈھیلے آرہے ہیں۔ مگر اس کے بعد پھر کوئی ڈھیلا نہ آیا۔ مسلمان پبلک نے کہدیا کہ یہ ڈھیلے آریہ مناظروں کی جیب سے ہی نکلکر میز پر پڑ رہے ہیں۔ اگر کوئی باہر سے پھینکتا تو کسی کے سر پر پڑتا نہ کہ میز پر۔ جب یہ شور تھا۔ تو ہمارے مناظر نے ان کے تمام اعتراضوں کا جواب دیا۔ اور وہ باتیں جو قابل اعتراض سمجھکر آریہ مناظر نے پیش کی تھیں۔ وید سے دکھائیں ؛

ہماری حوالہ دینے میں احتیاط

ہماری طرف سے جو بات بھی پیش کی جاتی تھی۔ اس کا حوالہ پہلے پڑھکر سنا دیا جاتا تھا۔ اور کتاب دکھا دی جاتی تھی حتیٰ کہ آریوں کے سٹیج پر کتابیں بھیج دی جاتی تھیں۔ اور جب تک حوالہ کے متعلق پوری تسلی نہ ہو جاتی۔ آگے تقریر نہ کی جاتی تھی ؛

حوالہ دینے میں آریوں کی بے احتیاطی

لیکن جب آریہ مناظر اپنی آخری تقریر کے لئے کھڑا ہوا تو اس نے ایسی بے تکی اور بے ثبوت باتیں پیش کرنا شروع کیں کہ جب حوالہ طلب کیا جاتا تو سوائے بغلیں جھانکنے کے اور کچھ نہ سوجھتا۔ چنانچہ مثال کے طور پر ایک بات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ آریہ مناظر نے کہا کہ مسلمانوں کا خدا کرسی پر بیٹھتا ہے۔ اور چار چار انگل اس کے چوتڑ کرسی سے نیچے لٹکتے رہتے ہیں۔ اسپر آریہ پریزیڈنٹ مناظرہ مراری لال صاحب کو کہا گیا کہ حوالہ بتائیں۔ اور اصل کتاب لائیں۔ مگر آریوں کے پاس نہ حوالہ تھا۔ اور نہ ہی اصل کتاب۔ اس لئے وہ ٹالنے لگے۔ آخر آریہ پریزیڈنٹ یہ کہکر خود گیا۔ کہ میں کتاب لاتا ہوں۔ لیکن بغیر کتاب کے واپس آگیا اور کہنے لگا۔ کہ اس کا حوالہ کل دکھائینگے۔ مگر اس کا حوالہ دوسرے دن بھی نہ دکھا سکے۔ حتیٰ کہ اس کتاب کا نام بھی نہ بتا سکے۔ جس میں یہ بات ہو ؛

آریوں کی فتنہ انگیزی کی وجہ

آریہ مناظر کی بے کسی اور بے بسی کا اثر ہندو پبلک پر ایسا پڑ رہا تھا کہ وہ شرم کے مارے بھاگنا چاہتی تھی۔ اور مجبور کر کے ہندو پریزیڈنٹ بٹھاتا تھا۔ آریہ مناظر ایک منٹ بات کرتا۔ اور دو منٹ یہ سوچتا تھا کہ آگے کیا کہوں۔ کبھی پنڈت کالی چرن صاحب اور کبھی مراری لال صاحب اس کے کان میں کچھ پھونکتے۔ لیکن اسوقت کا پڑھانا کیا کام دے سکتا تھا۔ چونکہ ہمارے مناظر نے ان کے تمام اعتراضوں کے جواب دیدیئے۔ اور وہی اعتراض الٹا کر وید پر کر دیئے۔ جن کا جواب آریہ مناظر سے کچھ نہ بن پڑا۔ پھر ایک پندرہ اعتراضوں کا اس کے سر پر رکھ دیا گیا اور جو حوالجات وہ اپنے اعتراضوں میں پیش کرتا رہا ان کا ثبوت نہ دے سکتا تھا۔ اس لئے ہندو پبلک حیرانی و پریشانی کے سمندر میں غرق ہوتے ہوئے تنگ آمد بجنگ آمد کا مصداق بننے لگی۔ لیکن چونکہ اس دن لڑائی کی خاص تیاری ہندوؤں نے نہ کی ہوئی تھی۔ اس لئے کوئی فتنہ انگیزی ان سے ظہور میں نہ آئی۔

تیسرے روز کا مناظرہ

اس روز ہمارے مناظر اور ہر دو پریزیڈنٹ وہی تھے جو پہلے دن تھے۔ لیکن آریوں نے اپنے پہلے مناظروں کی زبان بندی دیکھ کر اس روز پھر اپنا مناظر بدل دیا۔ اس دن ہندو مسلمان بہت زیادہ تعداد میں آئے۔ مجمع کا اندازہ پانچ ہزار کے قریب تھا۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ ہندو لاٹھیوں سے مسلح تھے اور اینٹوں کا بھی انہوں نے کافی انتظام کیا ہوا تھا جس کا پتہ بعد میں لگا۔ پہلی تقریر وید کے الہامی نہ ہونے پر احمدی مناظر کی ہوئی۔ جس میں ثابت کیا گیا کہ اس زمانہ میں وید ساری دنیا کے لئے تو کجا ایک علاقہ بلکہ کسی ایک شہر کے لئے بھی قابل عمل نہیں ہیں۔ ورنہ آریہ سماج اس کا ترجمہ کیوں شایع نہیں کرتی۔ اس تقریر میں کھولکر بتا دیا گیا۔ کہ وید کے ایشور کی طرف وید نے تمام وہ نقائص منسوب کئے ہیں۔ جو ایک ادنیٰ انسان کے لئے بھی پسند نہیں کئے جاتے۔ اور کمینہ سے کمینہ انسان بھی ان نقائص کو اپنی طرف منسوب نہیں ہونے دیتا۔ مثلاً ایشور میں جہالت۔ کمزوری۔ چوری وغیرہ کا ہونا۔ پھر یہ کہ وید میں خلاف عقل اور نہایت فحش تعلیم ہے۔

دوسری تقریر آریہ مناظر کی ہوئی جس میں وید کی پیش کردہ شرتیوں کا کوئی معقول جواب نہ دیا گیا۔ اور سوائے قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فحش اعتراض کر کے مسلمانوں کا دل دکھانے اور اشتعال پیدا کرنے کے کچھ نہ تھا

تیسری تقریر احمدی مناظر کی ہوئی۔ جس میں پہلے اعتراضوں کے متعلق جو تاویلیں پنڈت کالی چرن صاحب آریہ مناظر نے پیش کی تھیں۔ ان کا جواب دیا گیا۔ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ پچیس سوال پہلی تقریر میں تھے جن میں سے چند ایک کے متعلق آریہ مناظر نے کچھ کہا ہے۔ اور باقی کو خاموشی سے تسلیم کیا ہے۔

علاوہ ان کے اب وید کی فصاحت بلاغت کے متعلق اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں۔ مثلاً وید کی تمثیلات نہایت نامعقول ہیں۔ اور آخر میں وید کے محرف و مبدل ہونے کا ثبوت دس بارہ حوالوں سے دیا گیا۔ مثلاً یہ کہ اتھروید میں اکیس شرتیاں ابتداء میں زیادہ کی گئی ہیں۔ ایسے ہی یجروید اور سام میں اور رگ وید میں ہر ایک شرتی اور اس کا حوالہ اور اس کا ترجمہ احمدی مناظر کے اشارہ پر مہاشہ فضل حسین صاحب پڑھ دیتے تھے۔ حوالہ ایسی سرعت سے پیش کیا جاتا

تھا۔ کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہی کتاب ہاتھ میں ہے۔ قرآن کریم پر جو اعتراض کئے گئے۔ ان کی نسبت کہا گیا۔ کہ کل اس مضمون پر بحث ہو چکی ہے۔ اب ان کا موقع نہیں۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق الگ بحث ہوگی۔

آریوں کی طرف سے فساد کا آغاز

اس کے جواب میں پنڈت کالیچرن آریہ مناظر نے تقریر شروع کی۔ مگر تمام اعتراضوں کو ہضم کر گیا۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر پھر اعتراض شروع کر دیئے۔ اسی اثناء میں اس نے ایک اردو تفسیر کا حوالہ دیا۔ جس کے متعلق ہماری طرف سے کہا گیا۔ کہ یہ کتاب ہمارے مسلمات میں سے نہیں ہے۔ مسلمات سے حوالہ دو۔ آریوں نے کہا۔ اس بات کی تحریر دیدو۔ اور غیر احمدی اصحاب بھی دستخط کر دیں۔ فوراً تحریر دیدی گئی۔ اور دستخط کرا دیئے گئے۔ اور بتا دیا گیا۔ کہ ہمارا مسلم قرآن شریف اور صحیح احادیث ہیں۔ تفسیر قادری وحسینی اور ان کے امثال ہمارے مسلمات سے نہیں ہیں۔ غیر احمدی پبلک میں سے بھی علماء اور اہل الرائے نے اس مجمع میں اس اعلان کی تصدیق کی۔ پھر کہا گیا۔ کہ اس اعتراض کو واپس لو یا اس کا حوالہ مسلمات سے پیش کرو۔ ہمارے پریذیڈنٹ مولوی جلال الدین صاحب شرائط پر مباحثہ چلانے کے لئے نہایت زور سے توجہ دلاتے تھے۔ لیکن نہ تو آریہ مناظر کوئی پرواہ کرتا۔ اور نہ ان کا پریذیڈنٹ مراری لال اسے توجہ دلاتا۔ اس پر مسلمان پبلک میں سے کئی لوگوں نے کہا۔ کہ جب آریہ حوالہ نہیں دیتے۔ تو یہ شرائط کے ماتحت ہتک اور گالیاں ہیں مگر مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی گئی۔ اور مسلمان نہایت خاموشی سے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد پھر پریذیڈنٹ مناظرہ نے آریوں کے پریذیڈنٹ سے کہا۔ کہ یا اعتراض واپس لو۔ یا حوالہ دو۔ ورنہ شرائط کو پھاڑ دو۔

آریوں کا ظالمانہ حملہ

اس پر یکایک تمام ہندو کھڑے ہو گئے۔ اور لاٹھیوں کو اوپر کی طرف دونوں ہاتھوں سے بلند کر کے جو مسلمان ان کے بلاک کے قریب بیٹھے تھے۔ ان پر حملہ کر دیا۔ نیز اینٹیں برسانی شروع کر دیں۔ ہمارے سٹیج کی طرف بڑے بڑے پتھر پھینکے۔ گیس کے ہنڈے توڑ دیئے جس سے اندھیرا ہو گیا۔ چونکہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں اس وقت نہ اینٹیں تھیں نہ لاٹھیاں۔ اسلئے وہ اچانک حملہ سے پریشان ہو کر بھاگ گئے۔ ہندو چونکہ اندھیرے میں اینٹیں برساتے رہے۔ اس لئے جہاں وہ مسلمانوں کو لگیں۔ وہاں ہندوؤں کو بھی لگیں۔ حتیٰ کہ ان کے مناظر بھی اس لپیٹ میں آگئے۔

احمدی مبلغین کی جائے رہائش پر آریوں کا حملہ

جب ہندوؤں نے دیکھا۔ کہ مسلمان بکھر گئے ہیں۔ تو انہوں نے جاکر اس مکان کو گھیر لیا جس میں احمدی علماء ٹھیرے ہوئے تھے۔ اور اس پر اسقدر اینٹیں برسائیں۔ کہ مکان کی چھت ٹوٹ گئی۔ لیکن چونکہ احمدی علماء ایک اور مکان میں چلے گئے تھے۔ اس لئے ان کے شر سے محفوظ رہے۔ فساد ہونے پر پولیس بھی آگئی۔ مگر وہ سب ہندو تھی۔ پولیس والوں نے جب دیکھا۔ کہ مسلمان نہیں ہیں۔ تو ہندوؤں کو منتشر کر دیا۔ اور جب بعد میں مسلمان لاٹھیاں لیکر آئے تو اس وقت ہندو میدان سے نکل چکے تھے اور ہمارے مبلغین کے مکان کو اس خیال سے گرا رہے تھے کہ مبلغین اندر ہیں۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ مسلمان مقابلہ کے لئے آرہے ہیں۔ تو سب بھاگ گئے شکر ہے۔ کہ مسلمانوں کے پاس مناظرہ کے وقت نہ کوئی لاٹھی تھی۔ اور نہ کوئی اینٹ۔ ورنہ ہندوؤں کی اس شرارت کی وجہ سے معلوم نہیں۔ کتنا کشت وخون ہوتا

فساد کے بعد کی حالت

مناظرہ کے بعد آدھ گھنٹہ تک شور رہا۔ پھر لوگ سکون سے اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ دوسرے دن ہندوؤں نے خود ہی اشتہار دیدیا۔ کہ اب مناظرہ فلاں میدان میں ہوگا۔ اور ہم سے اس کی کوئی منظوری نہ لی۔ احمدی مناظر اس کے لئے بھی تیار تھے۔ مگر ان کے اشتہار پر تھوڑا ہی وقت گذرا تھا۔ کہ سب انسپکٹر پولیس کلکٹر صاحب کا نوٹس لے کر آئے۔ کہ مناظرہ کو بند کیا جائے۔ کیونکہ اس سے فساد کا خطرہ ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ یہی نوٹس آریہ سماج کو دیا گیا ہے۔ اس طرح وہ مناظرہ جو آٹھ روز ہونا تھا۔ آریوں کی مفسدانہ کاروائی کی وجہ سے بند ہو گیا۔ آریوں نے شرائط کی خلاف ورزی تین روز کرنے کے ساتھ اس بات پر مہر لگا دی۔ کہ وہ شرائط کی پابندی نہیں کر سکتے۔ اور وہ احمدی جماعت کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔

احمدی امیدواران ملازمت

دفتر امور عامہ میں رجسٹر بے روزگاران میں اس وقت ۶۵ ایسے امیدواران درج ہیں۔ جو تمام کے تمام انٹرنس پاس بلکہ دس نے انہیں سے کچھ عرصہ کالج میں بھی تعلیم پائی ہے۔ تین اشخاص کمرشل کالج کے سند یافتہ بھی ہیں۔ نصف کے قریب ایسے ہیں۔ جو ٹائپ جانتے ہیں۔ اور دفتری کاروبار میں بھی دسترس رکھتے ہیں۔ ان کیلئے ضروری ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بارسوخ احباب اپنے غریب بھائیوں کی امداد کے لئے جوش دکھائیں۔ اور مجھے اپنے نام بھیجیں۔ تاکہ میں قابل امداد بھائیوں کو ان سے انٹروڈیوس کراتا رہوں۔ بیکاروں میں سرویر۔ نقشہ نویس کلرک وغیرہ وغیرہ ہر قسم کے لوگ ہیں۔ علاوہ ازیں دوسرے پیشہ ور بھی ناظر امور عامہ مہیا کر سکتا ہے۔ ایسے معاونین کو احمدیہ پبلک کے سامنے دعا کے لئے پیش کرنے کا موقع میں پیدا کرتا رہوں گا۔ اور ایسے بیکسوں کی امداد بارسوخ احباب کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دیتی رہیگی۔ اگر میری اس آواز کو احمدی قوم نے قدر کی نظر سے دیکھا۔ اور میری حوصلہ افزائی فرمائی اور بے روزگاروں کے لئے کام کا میدان تلاش کر کے اس سے مجھے آگاہی بخشی۔ تو میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ شیرازہ بندی قوم کا سہرا ایسے بزرگوں کے سر ہوگا۔

ذوالفقار علی خاں۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان۔

وصیت نمبر ۲۰۵۰

میں نتھی بی بی بیوہ محمد بخش و والدہ نبی بخش احمدی قوم جٹ کاہلوں
ساکن حال چک نمبر ۵۵ ٹو ایل ڈاکخانہ اوکاڑہ تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس
وقت میری پاس ایک جنس قیمتی عـ۵ کا ہے۔ میں دسویں حصہ کی
وصیت کرتی ہوں اور ۸ روپے شرط اول اور ۱۲ بابت ۱/۱۰ حصہ جائداد
ہذا کل مبلغ ۲۰ وصیت ہذا کے ہمراہ ادا کر دیتی ہوں اور عہد کرتی
ہوں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ نے میری حیاتی میں میری جائداد کو بڑھا دیا
تو اس کا دسواں حصہ بھی ادا کر دونگی۔ ہاں اگر خدانخواستہ ادا نہ
کر سکی۔ تو میرے ورثا ادا کرنیکے ذمہ دار ہونگے۔ میری لاش کو
مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی اجازت بخشی جاوے۔

العبد: نتھی بی بی بیوہ محمد بخش ساکن حال چک ۵۵ ٹو ایل
ڈاکخانہ اوکاڑہ تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری ۱۷ اگست ۱۹۲۱ء

گواہ شد: نبی بخش احمدی پسر موصیہ ہذا بقلم خود

گواہ شد: غلام سرور نمبردار چک نمبر ۵۸ ٹو ایل بقلم خود

وصیت نمبر ۲۰۴۱

میں بیگم بی بی زوجہ حافظ احمد دین قوم ارائیں ساکن ڈنگہ
تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و
اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو وے۔
اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی
اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر
انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے
رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ
وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ میری موجودہ
جائداد چار سو روپیہ کا زیور ہے۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ
چالیس روپیہ میں نے نقد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ
کرا دیا ہے۔ آج بتاریخ ۴ ۶/۲۲

العبد: مسمات بیگم بی بی زوجہ حافظ احمد الدین
گواہ شد: احمد دین ولد حافظ پیر بخش
خاوند موصیہ
گواہ شد: غلام مصطفےٰ احمدی میڈیکل سٹوڈنٹ
ساکن پنڈی گھیگہ۔ تحصیل کھاریاں

قادیان میں سستی زمین

اور

ایک نادر موقعہ

نور ہسپتال کے سامنے جانب شرق ایک قطعہ
قریباً نو کنال ہے۔ جو اس وقت تک بعض وجوہات
سے ریزرو رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ کئی دوستوں نے
اس کی خواہش کی۔ مگر ان کو یہی جواب دیا گیا
کہ یہ قطعہ قابل فروخت نہیں ہے۔ اب بعض مجبوریوں
کی بنا پر اسے فروخت کر دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے
سو بذریعہ اعلان ہذا احباب کو اطلاع دی جاتی ہے
کہ یہ اراضی اب فروخت کی جائیگی۔ قیمت فی مرلہ
ہسپتال کے سامنے والی سڑک پر عـ۳۵۔ اور
دوسری سڑک پر عـ۳۰ فیصلہ کی گئی ہے۔ خواہشمند
احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔
قیمت بہر حال نقد وصول کی جائیگی۔ اور جن دوستوں
کی قیمت پہلے وصول ہوگی۔ ان کا حق عام طور پر
مقدم رکھا جائے گا۔ فقط والسلام

خاکسار

مرزا بشیر احمد از قادیان

بنا بنایا موقعہ کا مکان فروخت ہوتا ہے

اڈے سے مہمان خانہ احمدیہ کی طرف آنے والے رستہ
کے اوپر ہر دو مساجد کے بالکل نزدیک ایک مکان پختہ
ہے۔ ۴۲×۳۱ فٹ ایک ضرورت سے فروخت
کیا جائیگا۔ دو ہزار روپے پر۔ اسی قیمت پر خریدا گیا تھا
سب سے پہلی درخواست کا حق مقدم ہوگا۔ خواہ خود دیکھ
لیں یا کسی اپنے معتمد کے ذریعے۔ رستہ پر تین دوکانیں بن
سکتی ہیں۔ ہر طرح موزوں و عمدہ۔

ص۔ ع۔ معرفت قاضی اکمل قادیان

بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج درجہ چہارم جہلم

گوڈر ولد بہادر وغیرہ ساکنان سماعیل تحصیل جہلم مدعی

بنام

مسماۃ چوہڑی وغیرہ ساکنان کوٹرہ قوم سنگھ وغیرہ

دعویٰ

دخلیابی اراضی ۵ کنال واقعہ موضع سماعیل تحصیل جہلم

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰

مجموعہ ضابطہ دیوانی

درخواست مدعیان سے پایا گیا ہے کہ تم
مدعا علیہ دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے
ہو۔ لہٰذا اشتہار حسب آرڈر مذکور ضابطہ دیوانی
جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ اصالتاً یا وکالتاً
۲۷ ماہ جون ۱۹۲۲ء کو حاضر عدالت ہو کر جوابدہی
مقدمہ نہ کرے گا۔ تو اس کے برخلاف کارروائی
یکطرفہ کی جاوے گی۔

آج بتاریخ ۹ ماہ جون ۱۹۲۲ء میرے
دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

دستخط حاکم   مہر عدالت

علمی نوٹ

آج کل نور کا فنڈ بہت کمزور ہے۔ لہٰذا صرف تھوڑے عرصہ
کے لئے حسب ذیل معرکۃ الآراء اکتب کا سٹ بجائے ۴ ؍ر
کے ۲؍ اور محصولڈاک کل سیٹ کو ملیگا۔ ہندو دھرم کی حقیقت۔
آریہ مذہب کی حقیقت۔ پروفیسر رام دیو کا جواب۔ ہندو دھرم دسو
وید و قربانی۔ قرآن مجید اور وید۔ بابا نانک [illegible]
سکھ و اذان۔ اذان کا گورمکھی ترجمہ۔ گورو کی بانی۔ مسلمانوں کے
احسان سکھوں پر۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر۔ جھوک مہدی۔
جلدی درخواست کریں۔ پھر یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا

مینجر نور۔ قادیان۔ ضلع گورداسپور

اشتہارات

لوگ موتیوں کے سرمہ کے دلدادہ ہیں

اس لئے کہ مقوی بصر، گکرے، خارش چشم، جلن، پھولا، جالا، پانی بہنا، دھند، غبار، ابتدائی موتیابند، غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی۔ قیمت فی تولہ عہ علاوہ محصولڈاک تصدیق کے لئے ایک تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔

افسر شفاخانہ جات کی شہادت:۔ مولانا المکرم میر محمد اسحٰق صاحب سابق افسر خانہ جات انگریزی و یونانی قادیان حال سپرنٹنڈنٹ احمدیہ کالج لکھتے ہیں۔ کہ "مجھے ککروں کی شکایت مدت سے تھی۔ رات کو کتاب کے مطالعہ سے خارش، جلن، پانی بہنا یہ عوارض زور پکڑ جاتے تھے۔ مکرمی جناب شیخ محمد یوسف صاحب کے سرمہ سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ شیخ صاحب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔" ملنے کا پتہ:۔

منیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ۔ دفتر نور۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور۔

مفت منگالو پہلا سپارہ چھپ گیا

نہایت شاندار قرآن شریف اور ترجمہ اور حاشیہ پر حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح اول کا فرمودہ درس قرآن جو ۱۹۰۹ء میں چھپنے کے بعد اب بالکل نایاب ہے۔ اور پچیس ۲۵ روپیہ میں بھی ایک جلد نہیں ملتی۔ اس کا پہلا سپارہ چھپ گیا۔ اور ایک سپارہ ہر ہفتہ چھپ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہے گا۔ آج ہی کارڈ لکھ کر اپنا نام درج رجسٹر کرا لیجئے۔ آپ کا کارڈ وصول ہوتے ہی پہلا سپارہ بالکل مفت بلا محصولڈاک بھی اپنی جیب سے خرچ کرکے ارسال کر دیا جائے گا۔ پسند ہو تو رکھنا۔ ورنہ واپس کر دینا۔ مگر جلدی کیجئے۔ کیونکہ بہت تھوڑی تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اگر آج ہی آپ نے خط نہ لکھا۔ تو شاید آپ محروم رہ جائیں۔ نمونہ ضرور منگوا کر دیکھئے۔ کہ کس قدر اعلےٰ چیز ہے۔ مفت را چہ گفت۔ ابھی کارڈ لکھ دو۔ منگوانے کا پتہ:۔

منیجر اخبار اتفاق دہلی ۵

میدان ارتداد سے تریاق چشم کی تصدیق

مکرمی جناب مرزا حاکم بیگ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کے ایجاد کردہ تریاق چشم کی میں بہت تعریف سنا کرتا تھا۔ مگر جب میں نے اسے خود استعمال کیا۔ تو واقعی یہ اس تعریف سے بھی بالا نکلا۔ میدان ارتداد میں بہت نے اس سے روشنی پائی۔ بہت لوگوں نے آپ کو دعائیں دیں۔ افسوس ہے کہ میں کثرت کار کی وجہ سے ان لوگوں کی تعداد یاد نہیں رکھ سکا۔ تریاق چشم کو میں اپنے جھولے میں رکھتا ہوں۔ سفر میں جس مریض پر استعمال کرتا ہوں چنگا ہو جاتا ہے۔ ککروں کا تو نام و نشان نہیں رہتا۔ سرخی کٹ جاتی ہے۔ خارش مٹ جاتی ہے آنکھیں ہلکی ہو جاتی ہیں۔ خود میری آنکھیں عرصہ پانچ سال سے سخت خراب تھیں۔ ککروں کا اس قدر زور تھا۔ کہ کارڈ تک نہیں لکھ سکتا تھا۔ اور روشنی کی برداشت نہیں تھی۔ علاج کرا کرا کر تھک گیا تھا۔ آخر سخت مجبور ہو کر جناب ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب سے اپریشن کرا دیا۔ جس سے مجھے فائدہ ہوا۔ مگر اس کے بعد میں نے تریاق چشم کا استعمال شروع کیا۔ جو سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی۔ اب میدان ارتداد میں باوجود سخت دھوپ میں سفر کرنے کے آنکھیں تندرست رہتی ہیں۔ بلکہ یہ ککروں کے لئے ایک ہی دوائی ہے کاش کہ دنیا اس عجیب و غریب دوائی سے فائدہ اٹھا کر آپ کی قدر کرے۔ والسلام۔

خاکسار محمد شفیع اسلم انسپکٹر حلقہ انسداد ارتداد فرخ آباد

(قیمت پانچ روپے فی تولہ محصولڈاک ۷ر وغیرہ بذمہ خریدار)

المشتہر

میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم

(گڑھی شاہ دولہ) گجرات پنجاب

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود کا بتایا ہوا ہے۔ جو امراض شکم خاص کر قبض کے لئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض و پیٹ کی صفائی کیلئے بہت مفید پایا۔ اسلئے کم از کم اسکی بکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں۔ انشاء اللہ شکایت دور ہو جائیگی۔ قیمت فی صد معہ محصول عہ۔ **عزیز یہ ہوٹل قادیان**

الہامات مہدی والمسیح

اس کتاب میں حضرت مسیح موعود کے وہ ۲۹۵ الہامات جنکو غیر احمدی اور دیگر مخالفین سلسلہ تمسخر اور ہتک سے بتا کر کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ درج کرکے فاضل مصنف نے کثیر کتب اسلامیہ سے مخالفین کے جملہ اعتراضات کے ایسے محققانہ اور دندان شکن جواب دئے ہیں۔ کہ معترضین کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ ہر ایک خواندہ احمدی کو اس در بے بہا کا پڑھنا اور اپنے پاس رکھنا ضروری ہے۔ تھوڑی جلدیں موجود ہیں۔ قیمت فی نسخہ ۸ر اور محصولڈاک ۱ر کل ۹ر کے ٹکٹ بھیجکر پتہ ذیل سے منگالیں۔ دو نسخوں سے کم کا وی پی نہ ہوگا۔

المشتہر **منیجر فاروق بک ایجنسی فاروق منزل** قادیان ضلع گورداسپور

جوہر شفا یعنی زندگی

(اکسیر الشفا الیہ)

یہ خشک سفوف ہے جس کا تجربہ دس سال تک کیا ہے۔ پرانا بخار، کھانسی خشک یا تر، بلغم، خون آنا، ہوس کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہیں بیمار مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو روپے کو بھی مفت فی تولہ عہ علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔ المشتہر

(انیس) عزیز الرحمٰن قادر بخش انجنیئر قادیان

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)